وزارت حج سعودیہ کے شائع کردہ ماہانہ جریدہ الحج والعمرۃ سے ترجمہ

امارات سے غربت تک کا سفر

ہندوستان کے اس خاندان کی داستان جنہوں نے ممبئی اور جدہ کے درمیان اولین سمندری سفر متعارف کرایا اور ارض مقدس میں پہلی موٹر کار لانے کا شرف حاصل کیا۔

ریاست مہاراشٹر کے دارالخلافہ ممبئی کے پرسکون نواحی علاقے ماہم میں بے ہنگم آوازوں کا امتزاج چھایا رہتا ہے۔ اس کے بارونق بازار، قدیم مقبروں کی زیارت کے لئے مسلسل آنے والے سیاح، پھول بیچنے والوں اور خوانچہ فروشوں کی آوازیں اور بڑی مسجد میں ادا کی جارہی نمازوں کا شور اس بات کو یقینی کہا جاتا ہے کہ خاموشی کبھی طاری نہ ہو، مغلئی ہوٹلوں سے اٹھتی ہوئی روایتی کھانوں کے خوشبوؤں کے مرغولے، بیکریوں سے تازہ ڈبل روٹی، مشرقی مصالحہ جات اور مچھلی، کی ملی جلی خوشبو کا احساس الگ الگ ہوتا ہے۔ اس کی پر پیچ گلیوں کی بھول بھلیوں میں سمندر کے قریب ایک بڑے صحن والا چھوٹا بنگلہ واقع ہے۔ جس کی اونچی دیواروں اور زنگ آلودہ گیٹ کے پیچھے اس معزز کھندوانی خاندان کے باقیماندہ جی رہے افراد رہائش پذیر ہیں۔

کھندوانی خاندان کے بحری جہاز کبھی بحیرہ عرب کے پانیوں پر حکومت کرتے تھے اور بمبئی اور جزیرہ عرب کے بیچ فاصلوں کو پاٹتے تھے۔ اس خاندان کے کچھ افراد ارض مقدس اور کچھ ہندوستان میں قیام رکھتے تھے۔ موجودہ نسل کا ایک نمائندہ محمد امین کھندوانی اس وقت ہندوستان کی اقلیتی کمیشن کے چیئرمین کی حیثیت میں حکومتی فرائض انجام دے رہا ہے۔ جو قبل ازیں ہندوستان کی مرکزی حج کمیٹی کے صدر کے فرائض انجام دے چکا تھا۔

بمبئی اور ہندوستان میں صرف گنے چنے لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ کھندوانی خاندان نے ارض مقدس میں پہلی موٹر کار پہنچائی اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بیچ سروس متعارف کرائی اور وہ اولین خاندان ہے جس نے حاجیوں کے لئے بحری جہازوں کے ذریعے سفر حج کا اجراء کیا۔ اب جبکہ کھندوانی تقسیم ہو کر کچھ ارض مقدس اور کچھ ہندوستان میں مقیم ہیں اور ان کا بحری جہازوں کا کاروبار ایک بھولی بسری یاد بن گئی ہے۔

لیکن سال 1920 اور 1930 کے بیچ اس خاندان کے ثبت کردہ نقوش کو وقت کی رفتار مٹانے میں ناکام رہی ہے۔

کھنڈوانی خاندان کے بمبئی میں رہائش پذیر چار سگے بھائیوں نے بیسوی صدی کے اوائل میں سب سے پہلی جہازوں کی کمپنی بنانے کا فیصلہ کیا تا کہ جہاز ممبئی سے جدہ کی بندرگاہ تک حاجیوں کو لے جائیں۔کامیابی ان کے قدم چومنے کی منتظر تھی ۔ انہوں نے جہاز رانی کے کاروبار کو وسعت دی اور اپنی امارات کی سلطنت قائم کی ۔ اہل خاندان نے مکہ کے پولیس چیف سے تقریبی تعلقات استوار کئے۔ کچھ کھندوانی افراد نے طائف، مکہ اور مدینہ رہائش اختیار کرلی۔عرب شرفا کے خاندانوں میں شادیاں کیں اور ایسے مضبوط رشتے قائم کئے جن کو مشکلات اور آزمائشیں بھی توڑنے میں ناکام رہیں۔

ان چار کھنڈوانی بھائیوں کے نام عبداللہ، داوا، محمد اور ابا میاں کھنڈوانی تھے۔ممبئی کے معروف تجارتی حلقہ کے تاجران کی حیثیت میں انہوں نے بالارڈ جائداد خریدنے کی ٹھانی جو کہ 1914 میں بمبئی پورٹ ٹرسٹ کی ملکیت تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب پہلی جنگ عظیم کی چنگاری آگ بن کر پوری دنیا پر چھانے والی تھی اس جنگ کی شروعات عالمی معاشیات پر کاری خرب تھی جس سے جہاز رانی کا شعبہ بری طرح متاثر ہوا۔ بالارڈ اسٹیٹ وہ جائداد تھی جس سے ملحقہ سمندر کے کھڑے پانیوں میں لنگرانداز، جرمن بحری جہازوں نے تانگے میں بیٹھے کھنڈوانی برادران کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی جب وہ جائداد کا معائنہ کرنے وہاں پہنچے۔

تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جرمن بحری جہاز بنام ایس ایس ورجیمر ، ایس ایس بیلونڈیر اور ایس ایس لاوا فروخت کئے جارہے ہیں۔ پس ان بھائیوں نے مبلغ 9 لاکھ اسی ہزار روپیہ کے عوض یہ تینوں جہاز خرید لئے تھے۔ یہ رقم اس زمانے کے موافق ایک خطیر رقم تھی۔

یہاں سے مال و دولت کی فراوانی سے غربت کی داستان شروع ہوئی۔ سال 1914 سے کھنڈوانی سٹیم نیوگیشن کمپنی نے حاجیوں کو حج کے موسم میں سفر حجاز پر لے جانے کا کام شروع کیا سال کے دیگر اوقات

میں یہ جہاز سامان لاد کر حجاز جاتے تھے جس میں زیادہ تر غذائی اجناس شامل ہوتی تھیں۔ حج کے لئے بحری جہاز کا کرایہ 210 روپیہ تھا اور جو لوگ یہ رقم ادا نہیں کر سکتے تھے ان سے محض 10 روپیہ کرایہ لیا جاتا تھا۔ بکنگ منیجر کو ہدایت دی جاتی تھی کہ لوگوں کی حیثیت کی مطابق ان کے کرایہ وصول کیا جائے جو کہ حج کی روح کے عین مطابق ہے۔ حج کے لئے جہاز کی روانگی کے اعلان کے لئے مسلم علاقوں میں ڈھول بجایا جاتا تھا جس کے بعد لوگ جوق در جوق کھنڈوانی خاندان کے گرد جمع ہوتے تھے۔ یہ بحری سفر جدہ تک 10 دن پر محیط ہوتا تھا کمپنی نے اپنے جہازوں کا بیمہ نہیں کرایا تھا۔

بمبئی میں مقیم کھنڈوانی خاندان کے بزرگ فرد محمد امین کھنڈوانی کہتے ہیں کہ بحری جہاز کے چلتے وقت میرے دادا محترم ابا میاں کھنڈوانی جہاز جدہ روانگی کے وقت اس کے بادبان کے ساتھ ایک تعویز باندھ دیا کرتے تھے۔

جب محمد امین کھنڈانی مرکزی حج کمیٹی کے چیئر مین تھے تو تب ان کے پاس بمبئی کی بندرگاہ کا ایک قلی بنام عبدالجبار ان کے پاس آیا۔ جس نے انہیں بتایا کہ میں پانچ روپیہ کرایہ دیکر آپ کے جہاز میں حج کے سفر پر گیا ہوں اور خاندان کی غریب پروری کے حوالے سے کہا کہ آپ کے دادا نے بغیر کوئی پیسہ دیئے مجھے جہاز پر چڑھنے سے صرف اس لیئے منع کیا تھا کہ مجھے پانچ روپے دینے پڑ جائیں تا کہ میرا حج اللہ کی نظروں میں باوقار ہو۔

سال گزرتے گئے اور یہ کھنڈوانی برادران دولت اور شہرت میں ترقی کرتے گئے سب سے بڑے بھائی عبداللہ میاں ایک اچھا نشانے باز اور تیراک تھا اور اس کو آٹھ زبانوں پر دسترس حاصل تھا۔ اس نے استنبول کے ایک نہایت خوبصورت خاتون سے شادی کی۔ دوسرے بھائی دادا میاں کا اصل نام حبیب تھا انہوں نے مکہ مکرمہ میں تعلیم حاصل کی ان کے کلاس فیلو میں مولانا عبدالکلام آزاد بھی تھے جو بعدازاں ہندوستان کی آزادی کا روشن ستارہ بنے اور ہندوستان کی پہلی کابینہ میں 1947 میں وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔

دادا میاں کو کتابیں پڑھنے کا جنون تھا۔تیسرے بھائی محمد میاں برطانوی شہنشاہ جارج ہشتم کے ہمشکل تھے اوران کی شامیں ویسٹ انڈین کلب میں دیگر مشہور تاجروں کے ساتھ گزرتی تھیں۔ چوتھے بھائی ابا میاں محمد امین کھنڈوانی کے دادا تھے جو بمبئی میں تمام اہل خانہ کی ذمہداریاں پوری کرتے تھے۔

کھنڈوانی کمپنی کے بحری جہاز غلہ اور اجناس کے تاجروں کو پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کرتے تھے اور ان کا جدہ میں بے چینی سے انتظار کیا جاتا تھا۔ اکثر اوقات جدہ کا پولیس چیف اپنے اہلکاروں سمیت ان جہازوں کے استقبال کے لئے جدہ کی بندرگاہ پر آتا تھا۔سال 1921 میں کھنڈوانی خاندان نے پولیس چیف کو تحفہ میں دینے کے لئے کار اور بجلی کا جنریٹر جدہ پہنچایا ایک سیڈان موٹر کار تھی جس کا چھت فولڈنگ تھا۔جہاں جہاں یہ موٹر کار جاتی بدوؤں کی بڑی تعداد ان کا پیچھا کرتی انہوں نے اس موٹر کار کو ''شیطان'' کا لقب دیا۔ کیوں کہ وہ ایسی چیز کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے جو ''چارہ'' کھائے بغیر حرکت کرتی اور دوڑتی تھی اور یہ موٹر کار چالیس دن بھی پورے نہ کر پائی تھی کہ ان بدوؤں نے اس کو جلا ڈالا جیسا کہ امین کھندوانی کے بڑوں نے اس کو پرانی یاداشتوں کے حوالے سے بتایا تھا۔

اس خاندان نے حجاز میں مکہ اور مدینہ کے درمیان چلنے والی بس سروس بھی متعارف کرائی۔ اس کمپنی کی داغ بیل جان محمد کھنڈوانی (کھنڈوانی خاندان کے بزرگ عبداللہ میاں کے بیٹے) نے ڈالی۔مکہ میں مقیم جان محمد کھنڈوانی کی صاحبزادی بدرالنساء کہتی ہیں ''اس بس سروس کے شروع ہونے کے بعد مکہ میں گھر گھر کھنڈوانی خاندان کے گن گائے جانے لگے'' اگر چہ اس سے پہلے مکہ کے معززین اس خاندان کو جانتے تھے۔ مگر اس بس سروس کے بعد یہ خاندان مقامی طور پر شہرت حاصل کر گیا۔کھنڈوانی خاندان کی بس کو دیکھتے ہی بدو لوگ ''عفریت'' (بھوت) پکارتے کیوں کہ اس کا نظارہ ان کے لئے حیران کن ہوتا تھا۔

یہ بس 14 دن طویل سفر کے بعد مدینہ پہنچتی ان کے لئے واحد سڑک ایک کچا ریتیلا راستہ تھا۔دن کے وقت بسیں مقررہ مقامات پر شدید گرمی کے باعث روک دی جاتیں اور رات کو سفر کرتیں۔ان کے ٹائر اکثر اوقات ریت میں پھنس جاتے جس کے بعد مسافروں کو اتار کر لکڑی کے بڑے شہتیر لگا کر ان کو ریت سے نکالا

جاتا۔

یہ بس سروس 1930 کے اواخر تک کھنڈوانی خاندان نے چلائی۔ جس کے بعد جان محمد کھنڈوانی نے یہ بس حصص کے عوض سعودی حکومت کو دے دی، جو اس سروس کو چلانے لگی۔ اس ٹرانسپورٹ کمپنی کے حصص جان محمد کھنڈوانی کے پاس 1960 تک رہے جو مسماۃ بدرالنساء کے مطابق اس نے فروخت کر کے دیگر تجارتی امور میں سرمایہ کاری کی۔

کھنڈوانی خاندان کے مال و دولت اور خوش نصیبی میں اضافہ ہوتا رہا۔ اس خاندان کے پاس مکہ میں حرم شریف کے قریب ایک مکان تھا جو مکہ کے پولیس چیف سے کرایہ پر لیا گیا تھا۔ اس مکان میں عرب شرکا بطور مہمان قیام کرتے تھے اور یہاں انڈیا اور پاکستان کے سفارتی عہدے دار بھی ٹھہرتے تھے۔ بقول بدرالنساء کے مکان ہمیں اس وقت خالی کرنا۔ جب حرم شریف کی توسیع کا کام شروع ہوا۔

اس خاندان نے بمبئی اور پونہ میں لاتعداد مختلف اقسام کی جائدادیں خریدیں صرف پونا کے بنگلے کی تعمیر اس وقت خاندان نے 25 لاکھ روپیہ خرچ کئے جب ایک لاکھ روپیہ سے عالیشان مینشن تعمیر ہوتا تھا۔

اس شاندار بنگلے کا ڈائننگ روم اتنا وسیع تھا کہ اس میں 76 لوگ بیٹھ کر کھانا کھا سکتے تھے دوسری قیمتی عمارت بنام زریوالہ یتیم خانہ جو ماہم میں واقع تھا اس میں 1993 کے کے مسلم کش فسادات میں 3000 لوگوں کو پناہ دی گئی۔ یہ عمارت بھارت سرکار نے پچھلے سال گرادی۔

لیکن اس مال و دولت کی فراوانی اور خوشحالی کو اس وقت شدید دھچکا لگا جب 1922 میں کھنڈوانی شپنگ کمپنی کا بحری جہاز ایس ایس بلوڈیر بحیرہ عرب میں ڈوب گیا۔ اس بری خبر کا ٹیلی گرام کھندوانی خاندان کے افراد پر بجلی بن کر گرا جو پونا کے نئے تعمیر شدہ عالیشان بنگلے میں افتتاحی تقریب کے لئے جمع ہوئے تھے۔

یہ ڈوبنے والا جہاز چونکہ بیمہ شدہ نہ تھا اس لئے واجب الادا رقومات انتہائی خطیر تھیں ۔ چھ برس بعد بمبئی کے ساحل کے قریب دوسرا جہاز ڈوب گیا جس نے پہلے ہی پہاڑ جیسی موجود مالی مشکلات میں اور اضافہ کر دیا۔ ان مالی مشکلات سے نمٹنے کے لئے خاندان نے اپنی 76 جائدادیں نیلام کیں جو ایک ہی دستاویز میں درج تھیں، ان کی قسمت کا یہ زوال اگلے کئی عشروں تک جوں کا توں رہا۔ خاندان کی عورتوں نے بنگلے کے وسیع ڈائننگ روم کی میز پر خاندان کی مالی مشکلات کے حل کے لئے اپنا زیور رکھا اور زیور کا اتنا بڑا ڈھیر بنا کہ میز پر بیٹھے لوگ اس کے پیچھے ایک دوسرے سے چھپ گئے ۔

امین کھنڈوانی، ابا میاں کے چار بیٹوں میں سے ایک بیٹا امین کھنڈوانی اس سال 1932 میں پیدا ہوا جب دنیا کی معیشت دگرگوں کی حالت میں تھی۔ جس کی وجہ سے کھنڈوانی خاندان غم روزگار کے لئے منتشر ہو گیا۔ امین کے مطابق اس نے مختلف گھریلو قیمتی سامان جس میں چاندی کی اشیاء، ایک بڑی ڈائننگ ٹیبل، دیگر قیمتی الماریاں جو کتابوں سے بھری ہوئی تھیں اور کراکری وغیرہ اس سخت وقت میں فروخت کر کے اپنا گزارہ کیا۔ ۔ امین کھندوانی کو الماری میں روبل (روسی کرنسی) کا ایک بنڈل بھی ملا جو کہ کوئی مسافر چھوڑ گیا تھا۔ ان روبل پر 1898 اور 1910 کی تاریخیں درج تھیں اور اس پر زار روس کی تصویر تھی ۔ اس الماری میں لائف آف محمد، دی پرافٹ آف اللہ، ان چند کتابوں میں سی تھی جن کو فروخت نہیں کیا گیا۔

ان حالات سے دل ٹوٹ جانے کے بعد امین کے دادا ابا میاں کھنڈوانی مکہ کے بحری سفر پر روانہ ہو گئے اور وہاں پر ان کو لو لگی جن کی وجہ سے ان کا انتقال 1935 میں ہوا۔ یہ محرم کی 18 تاریخ تھی اور اس کو معالت کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ خاندان کے بزرگ ترین فرد عبداللہ میاں کھنڈوانی کو طائف میں ایک عدالتی مقدمہ کی وجہ سے 1935 میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور وہیں پر دفنائے گئے ۔

کئی عشروں کے بعد امین کھنڈوانی کو ہندوستان کی مرکزی حج کمیٹی کا صدر چنا گیا اور اس میں ہندوستان میں 21 منزلہ حج ہاؤس تعمیر کرایا جو کہ آزاد ہندوستان کے مسلمانوں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس عمارت کی تعمیر میں امین کھنڈوانی نے سرکاری اخراجات سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا اور نہ ہی عوام سے کوئی

چندہ لیا۔اس کے تمام اخراجات حج کے اخراجات سے کیے گئے۔امین کھنڈوانی نے بمبئی میونسپل کارپوریشن کی 27 برس نمائندگی اور مہاراشٹرا ریاست کی صوبائی اسمبلی کی سیٹ جیتی۔اس نے بتایا کہ 20 برس قبل اس کو ایک برطانوی فرم کا خط ملا جس میں لکھا گیا تھا کہ بحری جہاز ایس ایس بلویڈر سمندر میں مل گیا ہے۔لیکن اس کے نکالنے پر اتنی خطیر رقم خرچ ہونے تھی جو کہ خاندان کے پاس نہ تھی۔اس وجہ سے اس امر کو بھلا دیا گیا۔

آج محمد امین کھنڈوانی اور اس کا چھوٹا بھائی یعقوب ماہم کے ساحل سمندر پر واقع بنگلہ میں رہائش پذیر ہیں۔انہوں نے بتایا کہ یہ بنگلہ اس لئے نیلامی سے بچ گیا کہ اس کی حیثیت محض ایک ریسٹ ہاؤس کی تھی۔

کھنڈوانی خاندان کی تیسری نسل کی نمائندگی جواں سال محمد صدیق کھنڈوانی کر رہے ہیں جو اپنے جد امجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ضیوف الرحمٰن کی بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔اس کے لئے انہوں نے الکھنڈوانی انٹرنیشنل پرائیوٹ لمیٹڈ قائم کی ہے،جس کے چیف ایگزیکٹو کے فرائض وہ بذات خود انجام دے رہے ہیں۔اپنی بہترین کارکردگی کے عوض حکومت سعودیہ سے اعترافی اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔یہ کمپنی حکومت سعودیہ اور حکومت پاکستان سے منظور شدہ ہے اور اپنے تجربہ سے محمد صدیق کھنڈوانی حجاج کرام کو بہترین حج خدمات فراہم کر رہے ہیں۔